قسط ۳

مُطَالعۃ القرآن

از شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوی

محترم قارئین ترجمۃ القرآن کے عنوان سے ایک مضمون قسط وار مسلسل چلا آ رہا تھا۔ اس کے بارہ میں اطلاعاً عرض ہے کہ اس مضمون کا عنوان ترجمۃ القرآن نہیں بلکہ مطالعۃ القرآن ہے۔ پہلی دو قسطیں صرف ترجمۃ القرآن کے عنوان سے ہیں اور باقی مطالعۃ القرآن کی ہیں۔ اس لیے سابقہ شماروں میں ترتیب اسی لحاظ سے دے لیں۔ اس غلطی پر ہم اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ چشم پوشی کرتے ہوئے درگزر فرمائیں گے۔

ادارہ

نزول القرآن اور کیفیت نزول

قرآن مجید کے نزول کے سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن هدى للناس و بينات من الهدى والفرقان- (بقرہ آیت نمبر۱۸۵)

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے وہ لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور ہدایت و فرقان کے کھلے دلائل پر مشتمل ہے۔ سورہ دخان میں ہے

انا انزلناه فى ليلة مباركة انا كنا منذرين- (آیت۳)

ہم نے قرآن مجید ایک بابرکت رات میں اتارا۔ ہم لوگوں کو عذاب کے خطرے سے آگاہ کرنے والے ہیں۔ سورۃ قدر میں فرمایا

انا انزلنا فی لیلۃ القدر۔ (آیت نمبر۱)

ہم نے قرآن لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ ان آیات مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے قرآن مجید ماہ رمضان میں ایک بابرکت اور عزت وقدر والی رات میں اترا ہے۔

نزول قرآن کے بارے میں ائمہ کے اقوال

نزول قرآن کے سلسلہ میں ائمہ کے چار قول ہیں۔

۱۔ تمام قرآن مجید آسمان دنیا پر، بیت العزۃ میں ایک رات میں اتارا گیا۔ اور وہاں سے پورے دور نبوت میں اترتا رہا۔ اس سلسلہ میں امام سیوطی نے حضرت ابن عباس کی سی موقوف روایات پیش کی ہیں۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

فصل القرآن من الذکر فوضع فی بیت العزۃ من سماء الدنیا فظل جبریل ینزل بہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن مجید کو لوح محفوظ سے الگ کر کے آسمان دنیا پر بیت العزۃ میں رکھا گیا۔ اور پھر جبریل اسے لے کر حضور اکرم ﷺ پر اترتے رہے۔ دوسری روایت ہے عطیہ بن اسود نے حضرت ابن عباس سے سوال کیا میرے دل میں ایک خلجان ہے کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

ماہ رمضان ہی ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا۔ دوسری جگہ فرمایا

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

ہم نے قرآن لیلۃ القدر میں اتارا ہے جب کہ صورت حال یہ ہے کہ یہ شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجۃ، محرم، صفر وغیرہ میں اترتا رہا۔ تو ابن عباس نے جواب دیا

انہ انزل فی رمضان فی لیلۃ القدر جملۃ واحدۃ ثم انزل علی

مواقع النجوم رسلا فی الشهور والایام
اسے رمضان میں لیلۃ القدر میں یکبار اکٹھا ہی اتارا گیا۔ پھر آہستہ آہستہ مختلف مہینوں اور دنوں میں بالاقساط اتارا گیا۔

اور یہ ایک کھلی حقیقت ہے ابن عباس یہ بات محض رائے سے نہیں کہہ سکتے اور محدثین کا اصول ہے کہ

قول الصحابی الذی لم یأخذ عن الاسرائیلیات فیھا لامجال للرائی فیہ لہ حکم الرفع

ایسے صحابی کا قول جو اسرائیلی روایات کا اخذ نہیں کرتا اور محض اپنی رائے سے بھی کوئی بات نہیں کہتا تو اسے مرفوع حدیث کا درجہ حاصل ہوگا۔

جمہور امت کا یہی قول ہے اور امام قرطبی نے تو اس پر اجماع کا دعوی کیا ہے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وھوا لصحیح المسند۔ یہی قول درست، قابل اعتماد ہے۔

۲۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی تینوں آیات میں انزال قرآن سے مراد، ابتدا اور آغاز انزال ہے کہ قرآن مجید رمضان میں لیلۃ القدر میں جو لیلۃ مبارکہ ہے اترنا شروع ہوا۔ اس کے بعد حسب ضرورت آہستہ آہستہ بالاقساط دور نبوت میں تئیس سال کے عرصہ میں اترتا رہا۔ قرآن کے اترنے کی صرف یہی ایک صورت ہے کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وقرآناً فرقناہ لتقراہ علی الناس علی مکث و نزلناہ تنزیلاً
(بنی اسرائیل آیت نمبر۱۰۶)

اور قرآن تو ہم نے اسے جدا جدا رکھا ہے تاکہ آپ اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے اتارا بھی تدریج سے ہے۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وقال الذین کفرو الولانزل علیہ القرآن جملة واحدة کذالک لنثبت بہ فؤادک و رتلناہ ترتیلاً ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا۔ (فرقان آیت نمبر۳۲،۳۳)

اور کافروں نے کہا کہ اس کے اوپر پورا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں اتارا گیا؟ ہم نے ایسا ہی کیا تاکہ اس کے ذریعہ سے ہم تمہارے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے اس کو تدریج و اہتمام کے ساتھ اتارا ہے اور یہ لوگ جو اعتراض بھی اٹھائیں گے ہم اس کا صحیح جواب اور اس کی بہترین توجیہہ تمہیں بتادیں گے۔

حضور اکرم ﷺ پر انزال کے اعتبار سے یہی بات درست ہے کیونکہ حدیث بدء الوحی کے تحت شراح حدیث نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا یہ ربیع الاول کا مہینہ تھا پھر چھ ماہ تک رویائے صادقہ کا سلسلہ رہا اور ماہ رمضان میں بیداری کی حالت میں وحی کا آغاز ہوا۔

۳۔ ہر سال لیلة القدر میں اس قدر قران آسمان دنیا پر اتارا جاتا۔ جتنا سال بھر اترنا ہوتا تھا اس طرح بیس، تیئس یا پچیس لیلة القدر میں قرآن آسمان دنیا پر اترا اور وہاں سے آہستہ آہستہ تدریجاً سال بھر حضور اکرم ﷺ پر اترتا رہتا۔ مقاتل اور ابو عبداللہ الحلیمی کا قول یہی ہے اور بقول دکتور شعبان، ابن حبان کا قول بھی یہی ہے۔

۴۔ امام ماوردی نے لکھا ہے کہ لوح محفوظ سے قرآن جملة واحدة ایک ہی دفعہ اترا ہے۔ وہاں سے محافظ فرشتوں نے بیس لیلة القدر میں جبریل تک پہنچایا اور جبریل نے بیس سال کے عرصہ میں حضور اکرم ﷺ تک پہنچایا۔

تیسرے اور چوتھے قول کی دلیل موجود نہیں ہے۔ محض علماء کا اجتہاد

ہے۔ پہلا اور دوسرا قول صحیح ہے اور ان میں تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ جملہ واحدۃ، ایک ہی دفعہ پورا قرآن آسمان دنیا پر بیت العزۃ میں اتارا گیا ہے کیونکہ بقول دکتور شعبان

تاویل الایات بان المراد ابتداء الانزال صرف للایات عن ظواهرها۔ وقد بینت ان ظاهر الایات یشهد للنزول جملة واحدة والظواهر لایعدل عنها الابصارف وانی هو (التشریع الاسلامی مصادره واطواره۔ ص۱۱۸)

آیات کی یہ تاویل کرنا قرآنی آیات میں قرآن کا انزال سے آغاز انزال مراد ہے کہ آغاز نزول لیلۃ القدر میں ہوا۔ یہ آیات کو ان کے ظاہری مفہوم و معنی سے پھیرنا ہے اور ہم نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ آیات کا ظاہری مفہوم قرآن کے ایک ہی بار اترنے پر دلالت کرتا ہے اور بلاقرینہ، ظاہری مفہوم کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہاں کوئی قرینہ صارفہ موجود نہیں۔

نیز جن آیات میں قرآن کے ماہ رمضان میں لیلتہ القدر میں اتارنے کا تذکرہ ہے وہاں آپ پر اتارنے کی صراحت نہیں ہے اور جن آیات میں تدریجا اتارنے کا تذکرہ ہے وہاں آپ پر اتارنے کی صراحت موجود ہے۔ اس لئے آپ پر تدریجاً نازل ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں ہے اور پہلے قول کے قائل بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم اوپر واضح کر چکے ہیں۔

علماء کے اس قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ انزال اور تنزیل میں فرق ہے کہ انزال عام ہے ایک بار پورا اتارا گیا ہو یا تدریجاً۔ اس لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے

ما انزلنا علیک القرآن لتشقی۔ (طہ آیت نمبر۱)

ہم نے قرآن آپ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ تکلیف اٹھائیں۔

اور تنزیل مختلف اوقات میں تدریجاً اتارنے کو کہتے ہیں سورۃ آل عمران میں ہے "نزل علیک الکتاب بالحق" آپ پر کتاب آہستہ آہستہ حق کے ساتھ اتاری ہے۔ لیکن سورۃ فرقان کی آیت "لولانزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ" اس پر پورا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں اتارا گیا سے معلوم ہوتا ہے کہ انزال اور تنزیل میں فرق و امتیاز کرنا قرآنی لغت کے اعتبار سے درست نہیں ہے

اس لئے قرآن مجید میں قرآن کیلئے دونوں لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن علماء کی اکثریت اس کی قائل ہے کہ جملۃ واحدہ کے نزول کے اعتبار سے یا عموم کے اعتبار سے انزل آتا ہے اور تدریج و آہستہ آہستہ نزول کے اعتبار سے نزل۔

بقیہ : لغات الحدیث

الحدیث ۱۰۲/۶ لسان المیزان ۳/۷۰۴)

یعنی انجیل میں یہ اترا تھا کہ "میں نے تجھے جنایا۔ یعنی تو میری نگرانی میں پیدا ہوا۔ نصاری نے اس کو اناولدتک۔ لام کی تخفیف بلاتشدید پڑھا۔ جس کے معنی یہ ہو گئے کہ میں نے تجھے جنا تو میرا بیٹا ہے اور گمراہ ہو گئے۔

بقیہ :۔ فتاویٰ

ضروری ہے کہ یہ معاملہ اس طرح طے پایا ہے تاکہ بعد میں تنازعات نہ ہوں اور قسط لیٹ ہونے پر سود نہ ہو۔

هذا ماعندنا والله اعلم بالصواب